حضرت احمد بن ابی الحسنؒ

دور مسجد میں کوئی اللہ کا بندہ لحن داؤدی میں قرآن عزیز کی وہ آیت مبارک پڑھ رہا تھا جس کا ترجمہ ہے "بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ حزن میں مبتلا ہوں گے۔" روح جھوم اٹھی۔ اولیاء اللہ کے اسمائے پاک ذہن میں گردش کرنے لگے اور پھر یہ خیال دل و دماغ پر محیط ہو گیا کہ خالق کون و مکاں جب کسی پر اپنا کرم کرنا چاہتا ہے تو اس کا رخ دنیا سے موڑ کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دیتا ہے۔ طائر خیال پرواز کرتا ہوا نو سو اسی سال قبل کی ولایت خراسان میں جا پہنچا جسے بعد میں ہرات کا نام دیا گیا۔ اس کے علاقہ خسر جہرد جام کے قصبے نامق کے رئیس ابی الحسن کے گھر میں خوب چہل پہل تھی۔ اس کے ہاں احمد نامی بچے نے جنم لیا تھا جس کی خوشی میں جشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حویلی کے اندر باہر مہمان ہی مہمان تھے۔ انواع و اقسام کے پکوان و مشروبات سے مدعوین کی تواضع کی جا رہی تھی۔ غرباء' فقراء و مساکین میں خیرات و صدقہ تقسیم

کیا جارہا تھا۔

احمد کی پرورش بڑے لاڈ پیار اور ناز و نعم سے ہونے لگی۔ ابی الحسن کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ اسے نہ صرف جائیداد کا وارث ہی ملا تھا بلکہ بعد از وصال اس نے بیٹے کے روپ میں زندہ بھی رہنا تھا۔ دولت کی فراوانی اور لاڈ پیار کی ارزانی اس امر کی مقتضی تھی کہ احمد کو علوم ظاہری کے حصول کی مشقت سے آزاد رکھا جائے۔ چنانچہ تمام تر آسائشوں' راحتوں اور محبتوں کے ساتھ وہ طفولیت سے بچپن' بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی کے **محلسراؤں** میں داخل ہوا۔ جہاں ہر سو حسن و رعنائی اور رنگ و خوشبو پھیل ہوئی نظر آتی ہے۔ دولت کا اپنا ہی مزاج ہوتا ہے۔ یہ فوراً اپنے گرد جی حضوری' حاشیہ برداروں' غلاموں اور عیش و عشرت کے متوالوں کو جمع کر لیتی ہے اور جب جوانی دولت کے رتھ پر سوار ہو تو پھر بہت بلند پرواز کرنے لگتی ہے۔ لہٰذا احمد بن ابی الحسن والدادگان سیر و تفریح اور میخوار دوستوں میں گھر گیا۔ جو مئے ناب کے چھلکتے جاموں میں ہی ڈوب جانے کو زندگی تصور کرتے تھے۔ ناؤ نوش کی محفلیں سجنے لگیں۔ اس طرح بائیس سال کی عمر ہو گئی۔

ایک دن آسمان پر گھنگھور گھٹائیں لہرا رہی تھیں جنہوں نے بادہ خواروں کا صبر و قرار لوٹ لیا۔ احمد کے رند مشرب احباب کا گھر میں ہجوم ہونے لگا۔ انہوں نے بزم مئے نوشی برپا کرنا چاہی لیکن احمد نے اپنے دوست نامق شحنہ (نامق کا سردار) کے آنے تک انتظار کرنے کو کہا۔ لیکن دوست سیاہ بادل دیکھ کر بے قرار ہو رہے تھے' بیک زبان بولے۔

"ممکن ہے وہ دیر سے آئے۔ جب آئے گا تو ایک اور جشن منالیں گے"۔

نامق شحنہ دیر سے آیا تو اس کے اصرار پر پر تکلف اور لذیذ کھانے پکائے گئے اور ایک خادم کو میکدے سے شراب لانے کے لئے بھیجا گیا۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ مٹکے خالی پڑے ہیں۔ احمد سخت متعجب ہوا کیونکہ اس نے چالیس مٹکے

شراب رکھی ہوئی تھی۔ اس نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور دوسری جگہ سے شراب لے آیا۔ شراب ختم ہونے پر دوستوں نے مزید شراب مانگی تو خچر پر سوار ہو کر اپنے انگوروں کے باغ کی طرف چل پڑا جہاں اس نے کافی شراب چھپا رکھی تھی۔ اس نے خچر کو تیزی سے دوڑانا شروع کیا وہ جلد سے جلد باغ میں پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ اس کا دل دوستوں میں اٹکا ہوا تھا۔ اچانک خچر نے چلنے سے انکار کر دیا۔

یہ خلاف معمول واقعہ تھا' وہ حیرانی کے بحر بیکراں میں ڈوب گیا۔ جب کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا تو خچر کو بے تحاشا مارنا شروع کر دیا' مگر خچر تھا کہ قدم ہی نہیں اٹھاتا تھا۔ معاً" سخت و تند آواز سنائی دی۔

" اے احمد ! اس حیوان کو ناحق مارتے ہو ہمارا حکم ہے کہ یہ نہ چلے۔ تو شحنہ سے کہتا ہے تو وہ عذر قبول نہیں کرتا۔ ہم سے عذر خواہی کرو تاکہ قبول کریں۔"

آواز سنتے ہی احمد نے سرزمین پر رکھ دیا گلوگیر آواز سے بولا۔

" باراللہ میں شراب نوشی سے آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں۔ اب خچر کو حکم دے کہ وہ چلے تاکہ شرمندگی سے بچوں۔"

وعدہ کرنے کی دیر تھی کہ خچر تیزی سے دوڑنے لگا۔ جب احمد زرستان سے شراب لے کر دوستوں کے پاس پہنچا تو ان میں سے ایک نے جام بھر کر اسے بھی پیش کیا۔

" میں شراب نوشی سے تائب ہو چکا ہوں " اس نے کہا۔

" کیوں مذاق کرتے ہو ؟ "

دوست نے کہا اور بضد ہوا کہ وہ سب کے ساتھ پیئے اسی اثناء میں ہاتف غیبی نے اس کے کان میں کہا۔

" اے احمد ! یہ پیالہ تم پی جاؤ۔"

جب اس نے پیالہ پکڑا تو شراب شہد بن گئی اس نے خود بھی پیا اور دوستوں کو بھی چکھایا تو انہوں نے بھی توبہ کر لی اور سب اچھے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

احمد بن ابی الحسن رحمتہ اللہ علیہ پہاڑ پر چلے گئے جہاں وہ ہادی و غالب رب کی عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ وہ اپنی گذشتہ زندگی پر بے حد متاسّف اور شرمندہ تھے۔ ایک دن عبادت میں مصروف تھے کہ ہوا کے جھونکے کی طرح دماغ میں یہ خیال آیا کہ اے احمد تم پر اہل و عیال کے حقوق بھی ہیں جن کو تم نے ترک کر دیا ہے۔ لہٰذا ان سے کہہ دیا کہ دیگر اثاثے کے علاوہ گھر میں موجود چالیس شراب کے مٹکے بھی اپنے اوپر خرچ کر لیں۔ لیکن فوراً ہی دوسرا خیال آیا کہ قادر مطلق پر بھروسہ اور توکل کیوں نہیں کرتے۔ وہ اپنے فضل سے انہیں بھی روزی بہم پہنچائے گا۔ اس خیال کے آتے ہی دیوانہ وار پہاڑ سے نیچے اترے اور خم خانے میں جا کر تمام مٹکوں کو توڑنے لگے اہل خانہ نے انہیں مجنونانہ حرکات کرتے دیکھا تو شحنہ کو اطلاع دی جس کے آدمی انہیں پکڑ کر لے گئے اور گھوڑوں کے اصطبل میں بند کر دیا۔ وہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ عالم بے خودی میں ان کے ہونٹوں پر یہ شعر جاری ہو گیا۔

اشتر بخراس می گردد صد گرد
تو نیز بہر دوست گردی و در گرد

جب گھوڑوں نے شعر سنا تو انہوں نے دانہ و گھاس کھانا چھوڑا دیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دیواروں سے سر ٹکرانے لگے۔ اصطبل کے نگران خادم نے دیکھا تو فوراً شحنہ کو اطلاع دی ۔ وہ فورا" احمد کے پاس پہنچا بہت معذرت کی اور آزاد کر دیا اور وہ پھر پہاڑ پر چلے گئے اور حسب معمول عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے لواحقین کے لئے غیب سے اناج بھیجنا شروع کر دیا جو صبح ان کے سرہانے موجود ہوتا تھا اور جس دن کوئی مہمان آجاتا تو اناج میں اسی نسبت سے اضافہ ہو جاتا تھا۔ ابھی احمد بن ابی الحسن رحمتہ اللہ علیہ

معرفت الٰہیہ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل طے ہی کر رہے تھے کہ آپ کی کرامات اور بزرگی کا دور و نزدیک شہرہ پھیل گیا۔

ایک دن خواجہ ابوالقاسم کرد جن کا کنبہ خاصا بڑا اور سارا سرمایہ ضائع ہو گیا تھا اور زندگی بڑی تنگی سے بسر ہو رہی تھی۔لیکن مخلوق سے اپنی حالت و حاجت بیان کرنے کا یارا نہ رکھتے تھے۔حاضر خدمت ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت احمد النامقی الجامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

" میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ رات کو رب ودود کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔"

دوسرے دن جب خواجہ صاحب آئے تو آپ نے دریافت فرمایا۔

" تم کو ہر روز کتنے پیسے درکار ہیں۔ "

" ایک مثقال "

خواجہ نے عرض کیا تو آپ نے پتھر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا ۔

" تمہارا ایک مثقال دینا اس پتھر کے حوالے کر دیا ہے۔ وہاں آکر لے جایا کرو"۔

خواجہ صاحب پتھر کے پاس گئے تو وہاں مثقال کے برابر سونا پڑا تھا۔ اٹھا کر حضرت احمد النامقی الجامی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے گئے اور عرض کیا

" یا حضرت میں مردِ ضعیف و ناتواں ہوں مر جاؤں گا تو میرے بیوی بچوں کا کیا ہو گا؟"

" تمہارے فرزندوں میں سے جو بھی لینے آئے گا اسے بھی ملتا رہے گا۔ تاوقتیکہ وہ خیانت نہ کریں گے۔"

کتب میں مذکورہ ہے کہ یہ سلسلہ مدتوں تک چلتا رہا اور جب خواجہ کے بیٹوں میں سے کسی نے خیانت کی تو سونا ملنا بند ہو گیا۔

آپ اٹھارہ سال پہاڑ پر رہے جب عشق اور معرفت کی منازل طے ہو گئیں

تو چالیس سال کی عمر میں بحکم ایزدی مخلوق خدا کے رشد و ہدایت کے لئے پہاڑ سے نیچے تشریف لے جانے کا حکم ملا ۔ ان دنوں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ ابوطاہر کردی رحمتہ اللہ علیہ باپ کی گدی پر تشریف فرما تھے۔ جن کو ان کے باپ نے دم وصال ۴ شعبان المعظم ۴۴۰ ہجری سے قبل ایک خرقہ دیتے ہوئے وصیت کی تھی کہ تمہارے پاس ایک نوجوان احمد نامی جو بلند قامت اور نیلگوں آنکھوں والا ہو گا۔ آئے گا اسے یہ دے دینا۔ یہ خرقہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ بہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔ اس کے بعد آپ وصال فرما گئے تو حضرت ابوطاہر رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں خیال گزرا کہ جو ولایت والد بزرگوار کو میسر تھی میرے سپرد کر دیتے تو حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھیں واکیں اور فرمایا۔

"بیٹا جس نوع کی ولایت تم چاہتے ہو وہ تو دوسرے کو سپرد کر دی گئی ہے۔"

Page 6 of 8

اور پھر خالق کے پاس چلے گئے۔

جب حضرت احمد النامقی الجامی عوام الناس میں خیر و برکت تقسیم فرماتے اور گمشدگان راہ ہدایت کو اندھیروں سے اجالوں کی طرف لانے کے لئے پہاڑ پر سے آرہے تھے تو حضرت طاہر کردی رحمتہ اللہ علیہ نے عالم خواب میں دیکھا کہ ان کے والد بزرگوار کہیں تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ تم بھی ساتھ چلو قلب اولیاء تشریف لارہے ہیں"۔ اتنے میں ان کی آنکھ کھل گئی۔

دوسرے دن حضرت ابوطاہر کردی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ قلب اولیاء حضرت احمد النامقی الجامی تشریف لے آئے۔ بڑے گرم جوشی و ادب سے استقبال کیا۔ لیکن دل میں لحظہ بھر کے لئے خیال گزرا کہ والد محترم کا خرقہ انہیں کس طرح دے دوں۔ حضرت قلب اولیاء پر ان کی دلی کیفیت منکشف ہو گئی۔ فرمایا۔

"اے خواجہ! امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے۔"
حضرت ابوطاہر رحمتہ اللہ علیہ آپ کی بزرگی سے بے حد متاثر ہوئے۔ فوراً خرقہ پیش خدمت کر دیا۔ اس کے بعد ان دونوں میں بڑی دوستی ہو گئی۔ آپ بحکم ربی لوگوں کو اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ دکھانے لگے۔ جو بھی آتا بامراد لوٹتا ایک مرتبہ ہرات تشریف لے گئے اور حضرت شیخ جابر بن عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ علماء و مشائخ کا ہجوم ہونے لگا آپ امی تھے لیکن بڑے سے بڑا عالم آپ کے سامنے طفل مکتب تھا۔

ایک دن کسی دعوت پر جانے لگے کہ اتنے میں ایک ترکھان اپنی بیوی اور بارہ سالہ نابینا بیٹے کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور نہایت عجز و انکساری سے گویا ہوا۔

"اے شیخ! اللہ تعالیٰ نے مال و دولت خوب عطا کی ہے لیکن اولاد صرف یہی نابینا بچہ ہے۔ دنیا بھر کی خاک چھان ماری لیکن اس کا اندھا پن دور نہیں ہوا۔ آپ اللہ عزوجل سے جو طلب کرتے ہیں ملتا ہے۔ میرے فرزند کی طرف توجہ فرمائیں اگر ہمارا مقصود حاصل نہ ہوا تو خانقاہ کی اینٹوں سے سر ٹکرا کر مر جائیں گے۔"
"مردوں کو زندہ کرنا' اندھوں کو بینا کرنا اور کوڑھیوں کو تندرست کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام اور معجزہ تھا۔"
آپ نے فرمایا اور اٹھ کر چل پڑے۔ میاں بیوی نے دیکھا کہ شیخ نے التفات نہیں فرمایا تو سرزمین پر مارنے لگے۔ اسی اثناء میں حضرت احمدالنامقی الجامی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ کے صحن میں پہنچے تو ان پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ بے اختیار زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے "ہم کیا کرتے ہیں" اور واپس آکر چبوترے پر بیٹھ گئے۔ نابینا لڑکے کی دونوں آنکھوں پر انگوٹھے رکھ دیئے اور فرمایا "اللہ کے حکم سے دیکھ۔" لڑکے کی بنیائی اسی وقت لوٹ آئی۔

حاضرین نے عرض کیا حضور آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ نابینا کو بینا کرنا حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا کام تھا اور پھر فرمایا ہم کیا کرتے ہیں اور دونوں فرمودات کے بارے میں حکمت عطا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی بات میری تھی اور دوسری بات رب کریم کی۔ جب میں دالان میں پہنچا تو بتانے والے نے بتایا کہ احمد ٹھہرو کیا مردے کو زندہ' اندھے کو بینا اور جذامی کو تندرست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ ہم کیا کرتے تھے اور پھر حکم دیا کہ واپس جاؤ اس بچے کی بصارت ہم نے تمہاری ذات میں رکھی ہے۔ چنانچہ بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا قول میری زبان پر جاری ہو گیا یہ قول اور فعل اللہ تعالیٰ کا تھا لیکن احمد کے ہاتھ اور نفس سے ظاہر ہوا۔

حضرت احمد النامقی الجامی رحمتہ اللہ علیہ پچانویں سال کی عمر پا کر ۵۳۶ ہجری میں واصل بحق ہوئے۔ قلب اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی آخری زیارت کے لئے جوق در جوق لوگ آنے لگے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ظہیرالدین عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے بقول آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوئے اور چھ لاکھ مرد گناہوں سے تائب ہوئے۔ آج بھی لوگ آپ کے مزار پاک پر حاضر ہوتے اور جھولیاں بھر کے لوٹتے ہیں۔ بوقت وصال آپ کے چودہ فرزند اور تین لڑکیاں حیات تھیں۔ بفضل تعالیٰ تمام فرزند عالم فاضل اور صاحبان تصانیف و کرامات و ولایت تھے۔

آپ کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا چاہیے۔ اسے شرط ایمان قرار دیا ہے۔ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم حق تعالیٰ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح روزی پہنچاتا رہے گا جس طرح پرندوں کو جو صبح بھوکے اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے وہ اس کے تمام امور کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔